انتخاب

کوٹھا گرا الماری گری دھیل پڑا

یعنی حضرت جس پنگلے کا خوف تھا۔ وہی آگے آیا۔ کہ ایک دو ہی دن میں ادہر کی دنیا ادہر ہوگئی یعنی بی برسات خانم نے وہ دھما چوکڑی مچائی۔ کہ الہی توبہ۔ عموماً تمام شہر کے مکان داد کعو واسجدوا کی تسبیح میں مصروف ہوگئے۔ ہر شخص پر ہیراس طاری ہوگیا۔ اور بکثرت احساس نفسا نفسی میں مبتلا ہوگیا۔ معمولی بے شرم اشخاص نے جورو کی سسرال کو بھی ہکا بکا بنانے سے دریغ نہیں کیا۔ بعضوں نے اپنی جان اور ہاتھ پاؤں ہی دوسروں کے گھر دل کے سپرد کئے۔ مگر بعضوں نے سارا اثاث البیت بھی حوالہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ؎

سپردم بتو مایہ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

گویا ایسی صفائی کی کہ اپنے گھر کا تنکا تک نہ رکھا۔ بہت سے اپنے مال کی حفاظت میں جان ہی کھو بیٹھے۔ اور انہوں نے زندہ در گور ہو کے پھر کسی کو جیتے جی منہ نہ دکھایا۔ بعضوں نے جان کو جان جوکھوں میں نہ ڈالا۔ حق ہمسایہ ماں کے جایوں میں زبردستی گھس بیٹھ کرنے لگے۔ اور فاقہ مستی کا پردہ جو پڑا ہوا تھا۔ اس کو اوٹھا دیا۔ ہزار جورو بچوں کے پیٹ میں جینوٹی کی سی گرہ لگائی ہوئی تھی مگر غیر کے گھر میں وہ کھول ہی بیٹھے۔ گلی کوچہ بازار میں عورتوں مردوں کی بی بہلت نظارہ درنظارہ دیکھنے میں آئی۔ اہل پولیس نے بھی گرے پڑے مکانوں کی دیکھ بھال میں وہ وہ نظر بازیاں کیں کہ مکاندار چکرا گئے ہونگے۔ اس افراتفری میں اچھے اچھائی گھر دل کی بن آئی۔ کوئی ؎

کسی کا مال سے بھاگا کسی کا شال لے بھاگا

بعض بگلا بھگت رام رام جپنا پرایا مال اپنا کی رٹ لگا کے مکلون میں ابھر سکے اور آنکھ بچے مال دوستوں کا کرتے رہے۔ کسی نے یہ بھی تو نہ پوچھا کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ کیونکہ یہ موقع تو کئی برس بعد ہاتھ آیا تھا۔ کیوں نہ کرتے۔ دیکھنے والے یہی سمجھے ہوگئے۔ کہ اپنے ہی گھر کا مال اسباب لئے جاتا ہے۔ افسوس بیچارے گھر والے گھر سے بے گھر ہوئے اور اسباب ہوگیا۔ وہ تیغ میں ملا یہ وہی مثل ہوئی کسی کا گھر جلے۔ کوئی ہاتھ سینکے۔ اب بیچارے ننگ خاندان۔ ننگ سے بچ ہو کر بیگانے گھروں میں پاؤں پھیلا کے سوتے ہیں۔ ان کا قول ہے ؎

زلیخا دن کو گریوں رات کو کیوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

مسافر در سرائے شہر ہا اکثر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

ہنوز دنیا میں سے دوراندیش لوگ عنقا کی بیٹ نہیں ہوئے کہتے ہیں کہ ہر شہر اور ہر محلہ میں ایک آدھ صاحب نسبت الیار رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ شہر اور محلہ قائم رہتا ہے۔ چنانچہ نئی سڑک چھتے والاں میں دس پانچ پرانی چھپر کھٹ ہیں جو دوراندیشی کے سبب سے کچھ دنوں تک قائم ہیں۔ برسات آنے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی کوٹھری اور دوکانوں کی چھتوں کی کو بچنوں سے بہت کچھ سفیدی کرالی تھی۔ ان کے پوڈری غازہ نے کھریا مٹی پر پانی پھیر کے اپنا بھاؤ دو بالا کر دیا تھا۔ کاجل کی کوٹھری کے دریچہ لب دروازہ پر بڑی صفائی کے ساتھ قلعی پھیر دالی تھی۔ بھلا پھر یہ آسمانی ترشح ان کے کب بھاؤ میں آتا۔ ان کی ایسی ظاہری بھڑک اور ٹیپ ٹاپ رہی کہ ماشاء اللہ نکال۔ عیش پرست پھڑک اٹھا اور ان کے سگڑاپے پر گھر کی پونجی کو بھی قربان کر دیا۔ انہیں کے ڈنڈوت میں ان بنے گھر کے کال کے ماروں نے قدمبازیاں شروع کر دیں۔ چونکہ اس برسات کی ڈھیا ڈمائی میں سرائے کی بھٹیاری بھی رات رہنے کے چار آنے اور آٹھ آنے سے کم نہ لیتی تھی۔ بے گھرے عیاش طبع کو ایک پنتھ دو کاج کی سوجھی شام ہی سے چراغ چڑھانے کو غول کے غول۔ اندھیری راتوں میں بجائے چراغ لالٹین جلنے کے پرانی چھپر کھٹوں کو ڈھونڈتے پھرے ان چھپر کھٹوں کا غول غول بیابانی کی طرح نورانی صورت بنا کر پہلے ہی سے چراغ ہاتھ لئے کھڑا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ اٹھا بستر رسا لے لیتا رہا۔ وہ منہ

یاران ہم قالب

دو دن کی زندگی کا نہیں اعتبار کچھ
وہ کام کیجیے کہ رہے یادگار کچھ

اہا ہا ہا۔ کیا اچھی ساعت کیا اچھا دن۔ کیا اچھی صبح۔ کیا سہانی سہانی ہوا مشرق سے چلی آ رہی ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ جمعہ کا دن ہے اے ہے وہ لو۔ عاشق شیدائی۔ بھوساول کا ہیرو۔ جناب سیٹھ جی دیارام شیوداس گجراتی جو ہمیشہ سے حریص نیک کاموں کے لئے ہیں۔ نہ ان کو مسلمان سوجھے نہ ہندو۔ غرض یہ کہ کوئی قوم ہو اکی دادرسی کے لئے تیار ہیں۔ اور رات دن کار خیر کے کاموں کے لئے کمربستہ رہتے ہیں۔ دیکھیے صبح ہی صبح خدا کے نیک بندوں کا یہ کام ہے۔ جگر سے ہیں۔ لیجئے جناب سردار خاں صاحب انسپکٹر میونسپل کمیٹی بھوساول کو ساتھ لے ہو گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ بھوساول محلہ امامی پورہ میں مسافر خانہ مسلمانوں کا جو بنام عاشور خانہ کے مشہور ہے اور ردی حالت میں ہے۔ مجھے یہ گوارا نہیں۔ کہ مسلمانوں کو تکلیف کیساتھ دیکھوں۔ اور خاصکر مسافروں کو۔ لہذا فوراً کچھ بیشتر منگوائی گئی۔ اور شکریہ کے ساتھ کام شروع کیا گیا۔ حضور کی اجازت سے۔ جس میں غالباً کئی سو روپیہ لگے گا۔ یہ کام شروع ہو گیا ہے اور اسمیں ایک کنواں بھی کھدوا رہے ہیں۔ جو عمارت کے درمیان میں ہے۔ جس سے مسافروں کو ہر طرح امن ملے گا۔ ہم اپنی پبلک کی جانب سے آپ کے آگے ملتجی ہیں۔ کہ خدا نے آپکے دل کو بہت ہی رحیم حلیم بنایا ہے۔ چنانچہ ہفتہ وار تمام بھوساول کے معذورین کے لئے جناب سیٹھ محمد صاحب مہتمم انجمن اسلامیہ بھوساول کی معرفت روٹی دیجاتی ہے۔ جو غالباً ۱۸ یا ۱۹ برس سے جاری ہے۔ جامع محلہ کی نئی مسجد کے لئے آپ نے زمین وقف کر دی ہے۔ اور سنا گیا ہے۔ کہ جامع محلہ میں جو انجمن کے کوٹھے ہیں۔ اس کا بھی حضور نے مصمم ارادہ زمین وقف کرنے کا کر لیا ہے۔ جس کے لئے تمام بھوساول کے مسلمان انتظار میں ہیں۔ جو ان کے لئے ایک اشارہ ہے۔ فی الحال ایک مندر بنام لچھمی نرائن حضور نے بنوایا ہے۔ جو قریب قریب ۲۰ ہزار روپے کی لاگت سے تیار کیا گیا ہے۔ جو خاص چوک بازار میں موجود ہے۔ اور بھوساول بھر میں یکتا ہے۔ اور تمام مندر کے صرفہ کے لئے جائداد بھی حضور نے وقف کر دی ہے اور آپ اس شہر کے رئیسوں میں یکتا ہیں۔ ہم سب ہندو مسلمانوں کی دعا ہے کہ خدا حضور کو قایم و دایم رکھے اور نیک سعادتمند فرزند حضور کو عطا کرے۔ آمین ؛

راقم۔ م۔ ی

پر لطف لطیفہ

ویل حضرت دہلی پنچ۔ گڈ بائی۔ آج تو ہم آپ کے نزدیک جنٹلمین بن کر پر ہی صرف اپنا اظہار مطلب کرنے آئے ہیں۔ اور نہ یہ بانا دھرانا انگلا پچھلا لانبا چوڑا دو تین گز کا القاب چھوڑ دیتے ہیں۔ فضول اور بیکار طول میں طول نہ ہو۔ ملاحظہ ہو کہ آنجناب کی چلبلی طبیعت نے آج پھر انقلاب کھایا۔ اور جوشا جوشی میں قلم کے پر اڑے سننے کی ٹھہرائی لیکن یاد رہے کہ ہم وہ نہیں کہ خود ہی لطف اٹھائیں۔ مزے اڑائیں اور آپ کو محروم رکھیں۔ وہ لاہور بڑا شہر،، اے توبہ کیا کہنے کو تھا۔ اور کیا زبان سے نکل گیا ،،لاحول ولا قوۃ،، کا پورا جملہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ مگر زبان چمڑے کی دوکان ہی ہے نا۔ کہ پھسل کر کدھر پہونچے۔ یہ کیا منہ سے نکل گیا چنانچہ اسی بنا پر آج پھر یاران شاطر کے دربار میں حاضر ہو کر ایک چٹپٹی چٹنی انہیں چکھاتے ہیں۔ کہ زبان بھی چٹخارے بھرنے لگے۔ مگر حضرت یہ منہ سے کھانے والی چٹنی نہیں۔ بلکہ کان سے کھانے کی ہے۔ واقعہ آپ تعجب کرکے چونکتے ہونگے۔ کہ ہیں کان سے بھی کوئی چیز کھائی جا سکتی ہے۔ اور کان بھی خورد و نوش کا کام کہیں ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ خوب بات سنائی نہیں نہیں۔ واقعی اس کا کان سے تعلق ہے۔ یہ کھانے کی چٹنی نہیں بلکہ سننے کی ہے۔ واہ واہ یہ اوٹ پٹانگے ہوئی۔ کہ جس کا نام و نشان کا بھی دنیا میں وجود نہیں اور نہ ہو سکتی۔ مگر شک نہ کیجیے۔ اچھا کان تو میری طرف لگائیے۔ کیا علمی بحث سناتا ہوں کہ کھانے کی چٹنی بھول جائیگا۔ دراصل ایک دلچسپ واقعہ ہے ؛

ایک حضرت اعرابی رہنے عرب کے بدو بنے تھے مسلمان مگر وہی جاہل مزاج اور طبیعت میں سختی۔ کڑا پن۔ گویا یکجان ہی ہو رہا تھا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی تھے۔ کہ مغرب کا وقت آ گیا۔ اور اذان ہوئی آپ کو بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے نماز ادا کرنی پڑی تو جھٹ پٹ استنجا وغیرہ سے فراغت کر کے ایک متصل مسجد میں ڈٹ گئے۔ اقامت ہوئی تکبیر ہوئی۔ امام صاحب نے قرأت شروع کی۔ وہ تھے شہر کے انہیں اس سے کیا مطلب کہ کسی کی چھیڑ چھاڑ کو اور بہر حالت نماز ہی میں کریں۔ ایسے امور سے متنفر۔ نہ انہیں اس کا علم کہ ہمارے مقتدی ہیں حضرت اعرابی صاحب۔ وہ بھی جھگڑے فہم کے اعتبار سے پورے گرگے ہیں۔ تشریف لا کر موجود ہیں۔ تو بعد سورۂ فاتحہ پہلی ہی رکعت میں قرأت فرماتے ہیں کہ "الاعراب اشد کفرا ونفاقا" والی آیت پھر کیا رہا تھا۔ کہاں امام صاحب اور کہاں ان حضرت اعرابی کا مرتبہ۔ اور نماز توڑنے کو اپنے غصہ کے سامنے ہیچ سمجھنے لگے۔ اگر سچے بھی تو یہی کہ ع

ہے شتر کا گونہ باد دگیا

اپنے پائجامے سے اسے تو یہ اپنی پرانی دھرانی گھوسنی یعنی دھینگا مشتی ہی باہر ہو گئے۔ اور آپ ہی میں نہ رہے۔ قریب تھا کہ بالکل ہی کچھ سیاہ ہو جائیں۔ آخر کار وہی ہوا۔ کیونکہ غصہ میں منہ تو پہلے ہی پھول کر کپا ہو چکا تھا۔ بھی بیچ جی غصہ کا پیچ و تاب برا ہوتا ہے۔ یہ پیر بڈھے کو صاحب کو ایمان کے بارے میں نعوذ باللہ یہ کس الو کے پٹھے سے ہو سکتا ہے۔ اگر ہو بھی تو یہی کہ شریف آدمی سے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ انکو یہ کہہ کر گنوار کی گالی اور ہنس کے ٹالی ٹال جائیگا۔ لہذا اپھٹ دلی سے اپنی نیت نماز توڑ۔ دانتوں کو پیستے کہیں سے ایک لاٹھی یا خود بدولت ہی کی ہوگی لے کر بیٹھ امام صاحب کے کاندھے پر دھما دھم۔ دھما دھم کو دانے اور جمانے لگے اور خوب سی ضربیں لگائیں مگر وہ بیچارے یہ خیال کر کے کہ نماز توڑ چھوڑ نہ ہو مار کھا گئے اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اعرابی صاحب خوب سا دل بہلا کر پھر دوبارہ اقتدا میں شریک ہو گئے۔ تو قاری صاحب دوسری رکعت میں فرماتے ہیں کہ "الاعراب من یومن باللہ والیوم الاخر" آخر آیت ختم تو کیا کہنا ہے اعرابی صاحب کی باچھیں کھل گئیں۔ اور حالت نماز ہی میں یہ شعر کہتے ہیں کہ۔ قد نفعك العصا۔ ے میری لکڑی نے تجھے نفع دیا۔ قد نفعك العصا بھئی واہ کیا کہنا ہے۔ خوب لکڑی نے نفع دیا۔ مطلب کی ہو گئی۔ اور لکڑی بھلا نفع کیونکر نہ دیتی۔ کچھ غریب امام کی جان مفت کی تو تھی نہیں ماں باپ نے بھی کچھ محنت کی ہوگی۔ دوسرے یہ کہ مار کھانا کچھ ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے۔ اور جان کا بچانا فرض ہے۔ انہوں نے اپنی جانبری اور دفع کلفت کا ذریعہ ہر چند تلاش کیا۔ بجز اس آیۂ کریمہ کے کب کوئی ہاتھ آتا ہے۔ جو اس برے وقت کام آ کر امداد کرتا اور اعرابی کا ہاتھ تھام لیتا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ نماز نہ بگڑے آخر کار اسی پہلو کے بدولت اعرابی کے ہاتھ سے نجات پائی ایشان اب ہر چہ بادا باد اینجانب تو رخصت ہوتے ہیں۔

راقم۔ کون۔ ہم ہیں رنگین لکھنوی۔

غزل سید اکبر علی شاہ تخلص بلبل امروہی

اٹھ گئے اہل کمال اب کورے ڈنڈے رہ گئے
عالموں کے بے اثر تعویذ گنڈے رہ گئے

جائے شیروں کے ہیں بیٹھے بھیڑیے بن بن کے شیر
اٹھ گئے شیران حق۔ اب گرگ سنڈے رہ گئے

بوتی ماروں کے ہوئے ہیں چیل کوے معتقد
باز شکرے اڑ گئے اب زاغ ہنڈے رہ گئے

بیٹھے ہیں بجر کیپٹ پر بگلے بنگلے اولیاء
آشیانہ ہنس میں الو کے انڈے رہ گئے

رنڈیوں اور ہیجڑوں کے پیروں کے عرسے ہیں آجکل
پیر کامل اٹھ گئے اب پیر گنڈے رہ گئے

خوان نعمت معرفت کے کھانے والے چل بسے
طشت زریں اٹھ گئے سرگین و کنڈے رہ گئے

جتنے جی جو مر گئے وہ تھے بڑے صاحب کمال
آج کل کے پیر جی سن سنکے ٹھنڈے رہ گئے

غرق تھے بحر شریعت اور طریقت میں وہ سب
چھوڑ کر وہ راہ پیسنے مسنڈے رہ گئے

برسر مجلس تو پڑھ بلبل یہ رندانہ سخن
پیر کامل اٹھ گئے اب سپے گنڈے رہ گئے

سے چلے گھر سے جو ہم اٹھ کر سویرے تو امن جان کے جا ڈٹے ڈیرے
یہاں دیکھی جو لالی جان بمنو بخت ارے نہ رہے ارے رہے کے

غضب ستم - ہوئے بھسم

یا ایہا الشیخ - بندہ خدا کچھ نہ پوچھ سہ
مرا درد یست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
الٰہی خیر مرد آدمی - ایسی کیا افتاد پیش آئی - جو مرا درد یست کی رٹ لگائی - لو جلد بتاؤ ورنہ ہمارا مارے فکر کے کرنڈ ڈھیلا ہو جائیگا - کیا بتائیں - کیا نہ بتائیں - آج وہ موقع تمہارے روبرو کے سامنے کے متصل کے نزدیک کے قریب پیش کرتے ہیں - کہ آپکے حواس خمسہ نفر و ہو جائیں - لو سنو - اور دو زانو بیٹھ جاؤ -

کل بہ جگر افگار بگردش زمانہ ناہنجار مع دل زار و دیدۂ خوں بار براستہ بازار ایک زینہ کی راہ کمرے پر جا پہونچا کیا دیکھا کہ بی لالی جان طوائف بدایونی بہ انداز و ناز مع سوز و ساز یہ غزل گا رہی ہیں سہ اٹھے گا رو سے اور سے نقاب آہستہ آہستہ - اور اس حور وش کی زبان سے یہ مصرعہ نکلا - ادہر حضرت دل اتکا کبوتر کی طرح تن گئے - پھر کیا تھا سہ

الگ ہو گا شب وصلت حجاب آہستہ آہستہ

سنتے ہی لوٹن کبوتر بن گئے - ادہر گانا بند ہوا - ادہر ہم نے بی صاحبہ کے سراپا پر نظر ڈالنی شروع کردی - جہانتک دیکھا اپنے ناز و انداز شکل و انتیاز میں فرد پایا - پڑھنے لکھنے کی مشق کسی اچھے ہوشیار استاد سے حاصل کی ہے - کہ مجھے ہانس نے صغر سنی ہی میں سب کچھ کر دکھایا - گویا سارا علم گھول کر پلا دیا - مغنی کی معیبت میں مبتلا ہیکہ کار ماؤں کا خون ضرور ہوتا تھا لیکن طبیعت اس کی بھولی باتوں پر کچھ ایسی آئی تھی - کہ لوٹنا محال ہو گیا - اسکے بعد بی امن جان جوان بی صاحبہ کی خالہ ہوتی ہیں سہ

گرگ باران دیدہ ہو سنجیدہ ہو فہمیدہ ہو

جسمیں یہ باتین تھیں - وہ نائکہ کچھ بھی نہیں کے مصداق ہیں سہ مسر پہلا ئیں عجب کہا ئیں - وہ لچھے باتوں کے دکھائے - کہ آدمی بٹرا ہو جائے - لیکن ان استادوں کو دیکھا سہ

بہر رہے گئے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را مے شناسم
تاڑ گئے کہ یہ حضت گہری جڑ پکڑے ہوئے ہیں - لیکن ہمیں کیا شیر شاہ کی بڑی یا سلیم شاہ کی لنگے لیجد ہوئے تازے - ال - شکل خواہ مخواہ مرد آدمی پر نظر پڑی - جو امن جان کے باپ تھے - مگر بڑا نہ پاپ تھے شراب نوشی گھٹی میں پڑی ہے - یہ حرکت خواہ کھوئی ہے یا گہری ہے - مگر اس دخت رز کے دلدادہ ہیں - بظاہر سید سے سادے ہیں بیچارے سرشام نشہ کی حالت میں بالاخانہ کی تفصیل سے قل سندھی اوپر پیر یا اللہ خیر کہتے ہوئے با ایں شور و شغل در دست جام وبوتل دبلیل بہ تن ضعیف مع توند شریف سڑک پر اڑر دہوں آ رہے اور بال بال بچ گئے -

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

لالی جان کی ماں سعد جان بے نکیل کے اونٹ کی طرح یہ خبر سنکر بدایوں سے دوڑی آئیں اور مع ان سب لوگوں کے اٹیشن آر - ایم آر ریلوے سہنر ابر جا دہمکیں - ہم بہی رخصت کے وقت اٹیشن پر مع ایک نفر نابکار موجود تھے - حیرت بھری نگاہوں سے لالی جان کو دیکھتے تھے اور دل ہی دل میں کہتے تھے -

جیسی صورت بنائی ہے صانع دل بھی ویسا بنا دیا ہو تا

یہ لو وہ ریل آگئی - اور یہ سب لوگ جھٹ سے کر پلیٹ فارم پر دور پلیٹ فارم سے گاڑی کے اندر نظر آنے لگے - ادہر ریل نے سیٹی دی - ادہر ہمارے جسم میں سنسنی ہونی شروع ہوئی - پہر وہ ریل چلی اور ہم یہ کہہ کر رہ گئے - سہ

بوطن رفتنت مبارک باد بسلامت روی و باز آئی

راقم - بیاں تہرادی - ازکوسی کلاں

چھٹے نوٹس

لوگ - استاد - والدین سے کہیں کہ جب تم کام کرو تو تمام توجہ کام کی طرف لگاؤ - لیکن یہ بھی کوئی کہتا ہے - کہ جب تم کھیلو تو اپنی تمام توجہ کھیل کی طرف لگاؤ - بتائیے -

کیونکہ ایسی مکانات جائداد منقولہ میں داخل ہونے چاہئیں کیا معنی جب مالکان مکانات کا بھی مکان ہے - اپنے مکانوں کو کوسوں تک لے جاتے ہیں مکانوں کے نیچے رولر لگے ہوئے ہیں - کہو تمہے جوتے اور سے گئے و مسٹر